رکعات تراویح

عمل رسول ؐ اور آثار صحابہ کی روشنی میں

مرتب

محمود حسن غازی قاسمی

منجانب

انجمن تحفظ شریعت الہ آباد

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "قیام رمضان" پر ابھارتے تھے بغیر اس کے کہ کسی تاکید کا حکم دیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس نے رمضان المبارک کی راتوں میں ایمان واحتساب کے ساتھ نماز پڑھی اس کے اگلے گناہ (صغیرہ) معاف کردئے جائیں گے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور معاملہ اسی طرح رہا پھر حضرت ابو بکرؓ کی خلافت اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی ایام خلافت میں بھی اسی طرح رہا (بخاری شریف حدیث نمبر ۲۰۰۹)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن رات میں نکلے پس آپ نے مسجد میں نماز پڑھی اور آپ کے پیچھے لوگوں نے بھی وہی نماز پڑھی جب صبح ہوئی تو لوگوں نے پچھلی رات کی نماز کا آپس میں تذکرہ شروع کیا چنانچہ دوسری رات پہلے سے زیادہ تعداد ہوگئی پس آپ نے نماز پڑھی اور آپ کے ساتھ وہی نماز دوسرے لوگوں نے پڑھی صبح ہوئی تو پھر چرچا ہوا اور تیسری رات لوگوں کی تعداد اور بھی زیادہ بڑھ گئی۔ پس آپؐ نے نماز پڑھی اور آپ کے ساتھ لوگوں نے وہی نماز پڑھی جب چوتھی رات آئی تو

مسجد نمازیوں سے تنگ ہو گئی۔ اس رات آپ نماز صبح کے لئے ہی نکلے جب نماز فجر ادا کر لی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا مجھے تمھاری آمد کا علم تھا لیکن میں ڈرا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے پس تم اس کے ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور معاملہ اسی طرح رہا (بخاری شریف حدیث نمبر ۲۰۱۲)

(۳) حضرت جبیر بن نفیرؒ حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم نے رمضان المبارک کا روزہ رکھا پورے مہینہ آپ نے ہمیں رات میں نماز نہیں پڑھائی یہاں تک کہ سات دن باقی رہ گئے تو (تیسویں رات میں) آپؐ نے نماز پڑھائی یہاں تک کہ تہائی رات گزر گئی جب چھ دن رہ گئے تو نماز نہیں پڑھائی پھر جب پانچ دن رہ گئے تو نماز پڑھائی یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کاش ان راتوں کا قیام آپ ہمارے لئے (فرائض وواجبات کے علاوہ) مزید متعین فرما دیتے! آپؐ نے فرمایا جب

کوئی شخص امام کے ساتھ نماز عشا پڑھے پھر اپنے گھر واپس جائے تو پوری رات نماز پڑھنے والا شمار کیا جائے گا حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ جب چار دن رہ گئے تو آپؐ نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی (یعنی چھبیس ویں رات میں) تین دن باقی رہ گئے تو آپؐ نے اپنے گھر والوں عورتوں اور لوگوں کو جمع کیا اور نماز پڑھائی (یعنی ستائسویں رات میں) اور اتنی طویل کہ ہمیں خوف ہوا کہ ہم سے فلاح فوت ہو جائیگی جبیر بن نفیرؒ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ فلاح فوت ہونے کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا ''سحری'' پھر بقیہ ایام میں حضورؐ نے نماز نہیں پڑھائی (ابوداؤد شریف حدیث نمبر ۱۳۷۵)

ف:۔ ان تین حدیثوں سے چند باتیں معلوم ہوئیں (۱) آپؐ تراویح کو فرض یا واجب کی حیثیت دینے کے بجائے اسے صرف سنت کا درجہ دینا چاہتے تھے (۲) آپؐ نے اسے جماعت کے ساتھ پڑھنے کو پسند فرمایا عملی طور پر ایسا کرنے سے آپؐ نے فرض ہو جانے کے خوف سے اعراض فرمایا (۳) مسجدوں میں ایک امام کے پیچھے تراویح پڑھنے کا رواج

حضرت عمرؓ کے دور سے شروع ہوا (۴) آپؐ نے کتنی رکعتیں تراویح میں ادا فرمائیں اس کا کوئی ثبوت ان احادیث سے نہیں ملا۔

(۴) حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رمضان المبارک میں آٹھ رکعتیں اور وتر پڑھائی (صحیح ابن حبان)

(۵) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھا کرتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ)

ف:۔ اس حدیث اور اس سے پہلے والی حدیث نمبر ۴ سے یہ بات تو واضح طور پر ثابت ہو رہی ہے کہ آپؐ تراویح کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے لیکن حدیث کی پرکھ رکھنے والے علماء کے نزدیک یہ حدیثیں اس قدر ضعیف ہیں کہ ان سے کوئی مسئلہ نہیں اخذ کیا جا سکتا لہٰذا اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ہمیں صحابہ کرام کے آثار کی طرف رجوع کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

(۶) حضرت ابی بن کعبؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے

اور عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! رمضان کی گزشتہ رات مجھ سے ایک بات ہوگئی آپؐ نے فرمایا وہ کیا اے ابی؟ جواب دیا میرے گھر کی عورتوں نے مجھ سے کہا کہ ہم قرآن نہیں پڑھ سکتے تو ہم بھی آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھیں گے چنانچہ میں نے ان کو آٹھ رکعت پڑھائی اور وتر بھی پڑھائی۔ پس یہ سنت رضا ہوئی اور حضورؐ نے کچھ نہیں کہا (ابو العلیٰ)

ف:۔ یہ حدیث بھی اس قدر ضعیف ہے کہ اس سے علماء کرام نے کوئی استدلال نہیں فرمایا اور اس کی اہم وجہ اس حدیث اور حدیث نمبر ۴ میں ایک راوی عیسیٰ بن جاریہ ہیں جو تقریباً سبھی محدثین کے نزدیک غیر معتبر ہیں۔

(۷) حضرت ثعلبہ بن مالک قرظیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کی ایک رات نکلے تو دیکھا کہ کچھ لوگ مسجد نبوی کے ایک گوشے میں نماز پڑھ رہے ہیں فرمایا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ ایک شخص نے جواب دیا اے اللہ کے رسولؐ! یہ قرآن کے حافظ نہیں ابی بن کعبؓ قرأت کر رہے ہیں اور یہ لوگ ان کے ساتھ وہی نماز پڑھ رہے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں نے اچھا کیا اور

درست کیا آپؐ نے ان لوگوں کے لئے اسے ناپسند نہیں کیا (بیہقی شریف)

(۸) حضرت ابوسلمہ عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ رمضان المبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیسی ہوتی تھی فرمایا آپؐ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے پہلے چار رکعت پڑھتے، کچھ نہ پوچھو کہ کتنی حسین اور طویل ہوتی تھیں پھر چار رکعت پڑھتے کچھ نہ پوچھو کہ کتنی حسین اور طویل ہوتی تھیں پھر تین رکعت وتر پڑھتے۔ (مسلم شریف حدیث نمبر ۱۷۲۳)

ف:۔ اس حدیث کی بنیاد پر بعض علماء نے فرمایا کہ تراویح کی آٹھ رکعت ہی آپؐ سے ثابت ہیں اس لئے اس سے زیادہ پڑھنا خلاف سنت ہے اور بعض غیر مقلد علماء نے اسے بدعت ہونے کا بھی فتویٰ دیا لیکن مندرجہ ذیل اسباب کی بنا پر یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔

(۱) یہ حدیث تہجد کے بارے میں ہے نہ کہ تراویح کے بارے میں کیوں کہ تہجد ہی ایسی نفل نماز ہے جو کہ رمضان اور غیر رمضان ہر مہینہ پڑھی جاتی

ہے (۲) آپؐ نے تراویح کی نماز سونے سے پہلے پڑھی تھی اور تہجد لغت کے اعتبار سے بھی کہتے ہی ہیں ایسی نماز کو جو سو کر اٹھنے کے بعد پڑھی جاتی ہے لہٰذا یہ کہنا کہ رمضان میں پڑھی جانے والی تہجد کو تراویح بھی کہتے ہیں باطل ہو گیا (۳) آگے آنے والی حدیث نمبر ۸ سے ثابت ہے کہ آپؐ نے ۱۰ رکعتیں پڑھیں اور ایک دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ آپؐ نے ایک سلام سے نو رکعتیں پڑھیں (مسلم شریف حدیث نمبر ۱۷۳۹) اس طرح قطعی طور پر یہ کہنا کہ آپؐ سے آٹھ رکعت سے زیادہ ثابت ہی نہیں بلکہ اس سے زیادہ پڑھنا بدعت ہے ان دو حدیثوں کی بنیاد پر باطل ہو جاتا ہے (۴) تراویح جمع ہے ترویحہ کی اور اس کے معنی اہل علم نے دو سلاموں کے بعد آرام کرنا بتلایا ہے اور مذکورہ بالا حدیث میں اس ترویحہ کا کوئی تذکرہ نہیں اس لئے اس سے تراویح کی نماز کے بارے میں استدلال صحیح نہیں (۵) اس حدیث شریف میں آپ کا چار چار رکعت نماز پڑھنا بتلایا گیا ہے اور تراویح متفقہ طور پر دو، دو پڑھی جاتی ہے اس لئے تراویح کے سلسلے میں اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا (۶) اس حدیث میں جس نماز کا تذکرہ

ہے وہ آپ تنہا پڑھتے تھے جبکہ آپ ؐ نے تراویح جماعت سے پڑھی تھی اس نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی رکعتیں پڑھی تھیں؟ اس کے لئے تنہا پڑھی ہوئی نماز سے استدلال صحیح نہیں (۷) اس حدیث میں پڑھی ہوئی نماز کی جگہ گھر ہے جبکہ تراویح مسجد میں ادا کی جانے والی نماز ہے اس لئے مسجد میں پڑھی جائے والی نماز کو گھر میں پڑھی جانے والی نماز پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔

(۹) حضرت قاسم بن محمدؒ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دس رکعت نماز پڑھتے تھے اور ایک رکعت وتر پڑھتے تھے پھر دو رکعت فجر کی سنت پڑھتے تھے اس طرح کل تیرہ رکعت ہو جاتی ہیں (مسلم شریف حدیث نمبر ۱۷۲۸)

(۱۰) حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کا ذکر فرمایا پس فرمایا رمضان المبارک ایسا مہینہ ہے کہ جس کے روزوں کو اللہ نے فرض کیا ہے اور اس کی رات کی نماز کو میں نے مسنون کیا ہے (ابن ماجہ شریف حدیث نمبر ۱۳۲۸)

ف:۔ اس حدیث سے یہ بات مزید نکھر کر سامنے آگئی کہ تہجد اور تراویح کو ایک نہیں قرار دیا جا سکتا جیسا کہ بعض حضرات کا کہنا ہے بلکہ تہجد وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں فرض کے علاوہ مزید اپنے حبیب پر واجب قرار دیا ہے اور تراویح وہ ہے جسے نبی پاکؐ نے اپنی امت پر سنت قرار دیا ہے۔

(۱۱) حضرت نوفل بن ایاس ہذلیؒ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمرؓ کے خلافت میں مسجد نبوی میں نماز (تراویح) پڑھتے تھے تو مختلف گروہوں میں تقسیم رہتے تھے ایک گروہ یہاں پڑھتا، دوسرا گروہ وہاں لوگ سب سے اچھی آواز والے امام کی طرف مائل ہوتے تھے حضرت عمرؓ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ ان لوگوں نے قرآن کو گانے کی چیز بنالیا ہے خدا کی قسم! اگر مجھے استطاعت ہوئی تو اسے ضرور بدل دوں گا چنانچہ اس بات کے تین راتوں بعد حضرت ابی بن کعبؓ کو حکم دیا لہٰذا وہ سب کو نماز پڑھانے لگے (رواہ البخاری فی خلق افعال العباد)

ف:۔ اس حدیث سے واضح طور پر پتہ چلا کہ مسجد کے اندر ایک امام کے

پیچھے بھی کا نماز تراویح پڑھنا یہ حضرت عمرؓ کی اس ذہانت اور مزاج شریعت سے واقفیت کا نتیجہ تھا جس کی آپؐ نے تعریف فرمائی تھی ایک موقع پر حضرت عمرؓ کے بارے میں فرمایا کہ عمرؓ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ان کو دین کی ایسی قمیص پہنائی گئی جوان کے قد و قامت سے اتنی زیادہ تھی کہ گھسٹ رہی تھی (بخاری، مسلم) ایک دوسری حدیث میں فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ کو دودھ کے پیالے کی شکل میں علم سے سیراب کیا گیا اور جو بچا وہ میں نے عمرؓ کو دیدیا (بخاری، مسلم) ایک موقع پر فرمایا اللہ تعالیٰ نے حق بات کو حضرت عمرؓ کے دل و زبان پر جاری فرمادیا ہے (ترمذی) ایک حدیث میں فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے (ترمذی) اب یہاں پر وہ لوگ جن کا نعرہ ہے دو ہی چیز واجب القبول۔ اطیعوا اللہ واطیعو الرسول! وضاحت فرمائیں کہ وہ رمضان المبارک کے مہینے میں کیوں طریقہ رسول کو چھوڑ کر طریقہ عمرؓ کی اتباع کرتے ہیں۔ اور اگر کرتے ہیں تو کیوں آرام پسندی کا شکار ہو کر بجائے بیس کے آٹھ رکعت پڑھتے ہیں کیوں کہ یہ سراسر طریقۂ عمرؓ کے خلاف ہے جیسا کہ آگے حدیث

آرہی ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ غیر محسوس طریقے پر نفس کی اتباع کا شکار ہورہے ہوں۔

(۱۲) حضرت داؤد بن حصینؒ سے مروی ہے کہ انھوں نے اعرجؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے لوگوں کو پایا کہ وہ رمضان المبارک میں کفار پر لعنت بھیجتے تھے اور امام آٹھ رکعتوں میں سورۃ بقرۃ پڑھ ڈالتا پھر جب بارہویں رکعت میں کھڑا ہوتا تو لوگوں کو محسوس ہوتا کہ اب اس نے قرأت میں تخفیف کردی ہے (موطا امام مالک)

ف:۔ موطا امام مالک کی یہ روایت ایسی ہے جو سند کے لحاظ سے نہایت قوی ہے تقریباً سبھی نے اس کی سند پر اعتماد کا اظہار کیا ہے اس حدیث سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہے کہ صحابہ کے دور میں تراویح کی رکعتیں بہر حال آٹھ سے زیادہ تھیں اس لئے کسی شخص کا یہ کہنا کہ تراویح آٹھ رکعت سے زیادہ ثابت ہی نہیں بلکہ مزید آگے بڑھ کر اسے بدعت قرار دینا درحقیقت صحابہ کرام کی مقدس ہستیوں پر آپؐ کے طریقہ کو بدلنے اور بدعت جیسے عظیم جرم کے کرنے کا الزام لگانا ہے۔

(۱۳) حضرت یزید بن رومانؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں حضرات صحابہ تیس رکعت ادا فرماتے تھے (موطا امام مالک ماجاء فی قیام رمضان)

(۱۴) امام بیہقی نے کتاب المعرفہ میں نقل کیا ہے حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کے دور حکومت میں ہم بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے (بیہقی شریف امام زیلعیؒ نے اس کی سند کو صحیح فرمایا ہے)

(۱۵) حضرت عبدالرحمٰنؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے رمضان میں قراء حضرات کو بلایا اور ان میں سے ایک کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائے عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ وتر حضرت علیؓ پڑھاتے تھے (بیہقی شریف)

(۱۶) حضرت اعمشؒ نے فرمایا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا معمول بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھنے کا تھا (مروزی۔ قیام اللیل)

(۱۷) حضرت امام ترمذیؒ فرماتے ہیں:۔ اکثر اہل علم کا مسلک وہی ہے

جو حضرت علیؓ و عمرؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ سے منقول ہے کہ تراویح بیس رکعت ہیں (ترمذی شریف)

(۱۸) حضرت عبدالعزیز بن رفیع کہتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعبؓ لوگوں کو رمضان المبارک میں مدینہ منورہ میں بیس رکعتیں اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ)

(۱۹) حضرت بوالخصیبؒ کہتے ہیں کہ سوید بن غفلہؓ رمضان المبارک میں ہماری امامت کرتے تھے اور پانچ ترویحوں میں بیس رکعتیں پڑھاتے تھے۔ (بیہقی شریف)

(۲۰) حضرت نافعؒ روایت کرتے ہیں کہ ابن ابی ملیکہ ہمیں رمضان المبارک میں بیس رکعتیں پڑھاتے تھے۔

ف:۔ ان سبھی حدیثوں سے، اگرچہ اس میں سے کچھ ضعیف ہی کیوں نہ ہوں، ان کی مجموعی قوت سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوگئی کہ حضرت عمرؓ نے جب حضرت ابیؓ کو تراویح کی امامت کا حکم دیا تو انھیں بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا اور چونکہ یہ کوئی اپنی طرف سے طے کرنے والی

بات نہ تھی اس لئے جیسا آپ کو کرتے دیکھا ہوگا ویسا ہی حکم دیا ہوگا اس کے علاوہ اس کی قطعیت میں اس بات سے اور مضبوطی آگئی کہ حضرت عمرؓ نے جب بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا تو صحابہ کی پوری جماعت نے اس کی اتباع کی اور کسی نے بھی اس سے اختلاف نہیں کیا اگر آپؐ نے نماز تراویح میں اس کے علاوہ کچھ بھی عمل کیا ہوتا تو یہ ممکن ہی نہیں کہ اس کے خلاف مسجد نبوی میں عمل ہوتے ہوئے صحابہ کرام دیکھتے اور اس سے کچھ اختلاف نہ کرتے۔

(۲۱) حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں "میں نے اپنے شہر مکہ میں لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھا۔ (ترمذی شریف)

(۲۲) حضرت امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں جب حضرت عمرؓ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعبؓ کی امامت میں جمع کیا تو وہ بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔ (فتاویٰ مصریہ)

ف:۔ صحابہ کرام سے لے کر حضرت امام شافعیؒ تک، امام شافعی سے لے کر امام ابن تیمیہؒ تک اور ابن تیمیہؒ سے لے کر ۱۲۵۰ھ تک کوئی ایک بھی

عالم ایسا نہیں ہے جس نے تراویح کی نماز آٹھ رکعت ہوے کا فتویٰ دیا ہو ۱۲۸۴ھ میں پہلی بار مفتی محمد حسین بٹالویؒ نے یہ فتویٰ جاری کیا چونکہ زمانہ وہ تھا جس میں شریعت پسندی کے مقابلے میں سہولت پسندی کا غلبہ تھا اس لئے وہ طبیعتیں جس میں آرام پسندی کے جراثیم زیادہ تھے انھوں نے اس فتویٰ کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور ساڑھے بارہ سو سال تک جو عمل تواتر کے ساتھ چلا آرہا تھا نہ صرف اس سے اختلاف کیا بلکہ اسے بدعت قرار دیدیا جبکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت کبھی گمراہی پر نہیں جمع ہو سکتی (مشکوٰۃ)۔ اب یہ ہمارے غور کرنے کی بات ہے کہ ہمیں وہ طریقہ اختیار کرنا ہے جس پر سبھی صحابہ کرام چلے تابعین چلے تبع تابعین چلے ساڑھے بارہ سو سال تک سبھی بزرگان دین چلے یا وہ طریقہ اختیار کرنا ہے جو مذکورہ عظیم شخصیتوں کے خلاف ہے خطرات سے پر ہے اور سب سے بڑھ کر تین سو ساٹھ رکعت نماز کے ثواب سے محرومی کا سبب ہے۔

حضرت سائب بن یزیدؒ کی ایک روائت موطا امام مالک میں ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے دور میں تراویح آٹھ رکعت پڑھی جاتی تھی لیکن انہیں سے مروی ایک دوسری روائت بیہقی شریف میں صحیح سند کے ساتھ ۲۰ رکعت کی مروی ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جب راوی سے مروی روائت میں ٹکراؤ ہو جائے تو روائت بے وزن اور نا قابل توجہ ہو جاتی ہے